رضوان اللہ

عنِ ''البیان''

[''عنِ البیان'' کا یہ عنوان صرف اُن سوالات کے لیے مختص ہے جو غامدی صاحب کی کتاب ''البیان'' کے ذیل میں محض تفہیم مدعا کی غرض سے پوچھے جاتے ہیں، وما توفیقی الا باللہ!]

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

سورۂ جن اور مرحلۂ انذار

''البیان'' میں الملک سے لے کر الجن تک کی سورتوں کے بارے میں بیان ہوا ہے کہ یہ سب دعوت کے پہلے مرحلے، یعنی مرحلۂ اِنذار کی سورتیں ہیں۔ اس پر سوال ہوا ہے کہ سورۂ جن تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر طائف سے واپس آتے ہوئے نخلہ کے مقام پر نازل ہوئی ہے، جیسا کہ صاحب ''البیان'' نے بھی ایک جگہ اس کی صراحت کی ہے، مگر کیا وجہ ہے کہ سنہ ۱۰ ر نبوی میں نازل ہونے والی اس سورہ کو ''البیان'' میں دعوت کے پہلے مرحلہ کی سورہ قرار دے دیا گیا ہے؟

یہ سورہ ۱۰ ر نبوی میں اترنے کے باوجود اگر مرحلۂ انذار میں ترتیب دے دی گئی ہے تو اصولی لحاظ سے یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے، اس لیے کہ رسولوں کی دعوت کے پہلے دو مراحل، یعنی اِنذار اور اِنذار عام کے درمیان میں اس کے سوا کوئی فرق نہیں ہوتا کہ اول الذکر میں جو دعوت محدود پیمانے پر اور رنج کی محفلوں میں دی جا رہی ہوتی ہے، ثانی الذکر میں وہی دعوت اپنی شدت میں بڑھ جاتی اور ہر ممکن ذریعے سے اب کھلے عام پیش کی جاتی ہے۔ وگرنہ جہاں تک اس کے اسلوب، انداز تخاطب اور اس میں پیش کیے جانے والے مواد کا تعلق ہے تو اس میں کوئی جوہری فرق واقع نہیں ہوتا۔ چنانچہ ان میں سے ایک مرحلہ کی سورہ کو اگر دوسرے مرحلہ میں

نقل کر دیا جائے تو یہ ہر طرح سے ایک جائز امر ہو گا[1]۔

دوسرے یہ کہ قرآن کی موجودہ ترتیب، ہم جانتے ہیں کہ نزولی کے بجاے توقیفی ہے اور اس میں بہت سا مواد مضمون کی رعایت سے ترتیب دیا گیا ہے۔ اس کی سادہ مثال اس سے متصل بعد کی سورۂ مزمل میں بھی موجود ہے جو اِنذار عام کی سورہ ہے، مگر اس کی آخری آیت ہجرت و براءت کے مرحلہ میں اترنے کے باوجود اسی سورہ کا حصہ بنا دی گئی ہے۔ چنانچہ مضمون کی مناسبت سے اگر سورۂ جن کو بھی مرحلۂ انذار میں ترتیب دے دیا جائے تو یہ کوئی قابل اعتراض بات نہ ہو گی۔

اب ہم عرض کرتے ہیں کہ وہ کیا ضرورت اور مناسبت ہے جس کی وجہ سے سورۂ جن کو یہاں ترتیب دیا گیا ہے۔ اصل میں پچھلے جوڑے کی سورہ، الحاقہ میں 'فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ'۔ 'وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ' کی آیات میں ایک قسم کھائی گئی ہے۔ اس میں 'بِمَا تُبْصِرُوْنَ' سے مراد دنیا میں خدا کی دینونت کا ظہور ہے جسے انسان نے بار بار اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ اور 'وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ' سے مراد نزول قرآن کے لیے آسمانوں میں ہونے والا خاص اہتمام ہے جو ظاہری آنکھوں سے کبھی نظر نہیں آتا۔ یہ آیات اس قسم کا اجمالی بیان ہیں، چنانچہ بعد کی دو سورتوں میں ان کا تفصیلی بیان اس طرح کیا گیا ہے کہ سورۂ نوح میں 'بِمَا تُبْصِرُوْنَ' کی مثال میں حضرت نوح کی دینونت کا واقعہ پیش کیا گیا اور سورۂ جن میں 'وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ' کی مثال میں آسمانوں پر ہونے والا جنوں کا ایک مشاہدہ بیان کیا گیا ہے۔ سو مضمون کی یہی مناسبت ہے جو سنہ ۱۰ / نبوی، یعنی اِنذار عام کے مرحلہ میں اترنے والی سورہ کو یہاں اِنذار کے مرحلہ میں ترتیب دینے کا باعث ہو گئی ہے[2]۔

۱۔ یہاں ایک اور نکتہ بھی سمجھ لینا چاہیے جو انذار کے مرحلوں کی تعیین میں بڑی حد تک معاون ہو سکتا ہے۔ وہ یہ کہ رسولوں کی دعوت چاہے کسی بھی مرحلے میں داخل ہو چکی ہو، اس بات کا پورا امکان ہوتا ہے کہ اگر بعض لوگ اس کے اب مخاطب ہوئے ہیں اور وہ گزر چکے مرحلوں سے واقف بھی نہیں ہیں تو ان کے ساتھ بالکل ابتدائی اسلوب میں گفتگو کی جائے۔

۲۔ واضح رہے کہ سورۂ جن کو یہاں لانے کی حکمت کا یہ بیان ہم نے صاحب ''البیان'' کے موقف کی روشنی میں کیا ہے، وگرنہ اس معاملے میں ہماری ناچیز راے اس سے قدرے مختلف ہے کہ اس کے مطابق 'بِمَا تُبْصِرُوْنَ' اور 'وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ' کی مراد میں بھی فرق ہے اور سورۂ جن کو اس مقام پر نقل کرنے کی حکمت میں بھی فرق ہے، مگر اسے بیان کرنے کا یہ کوئی مناسب موقع نہیں۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com